Fikr-o-Nasar (Islamabad) 6:10 (1969)

پروفیسر ابو شہاب رفیع اللہ

# قانون فطرت اور خاندانی منصوبہ بندی پر ایک نظر

"قانونِ فطرت اور خاندانی منصوبہ بندی" کے نام سے تحریک خاندانی منصوبہ بندی کے خلاف ایک کتابچہ شائع ہوا ہے، جس کے لکھنے والے ایک بزرگ علامہ ابوالخیر اسدی ہیں۔ اس مضمون میں اس کتابچہ کا محاکمہ کیا گیا ہے ؛

ہمارے ملک میں ایک خاص طبقہ کی طرف سے خاندانی منصوبہ بندی کی مخالفت میں عجیب وغریب طریقے اختیار کئے جا رہے ہیں۔ کبھی یہ مخالفت شریعت اسلامی کے نام پر کی جاتی ہے اور کبھی اس میں اہل مغرب کے اقوال کا سہارا لیا جاتا ہے۔ اب اس کی مخالفت کے لئے ایک نیا عنوان "قانونِ فطرت" قائم کیا گیا ہے۔ مزے کی بات یہ ہے کہ جب یہ مخالفت شریعت اسلامی کے نام پر کی جا رہی تھی تو شرعی دلائل کے بجائے زیادہ تر اہل مغرب کے اقوال کا سہارا لیا گیا۔ اب قانونِ فطرت کے زیر عنوان کچھ فقہی احکام کو سامنے لانے کی کوشش کی گئی ہے۔ لیکن یہ فقہی احکام بھی حنفی فقہ سے نہیں بلکہ حنبلی اور دوسرے فقہی مذاہب سے بزعم خود اخذ کئے جا رہے ہیں، جن کے پیروکار ہمارے ملک میں نہ ہونے کے برابر ہوں گے۔ یہاں تک تو یہ طرز عمل اتنا قابل اعتراض نہ تھا لیکن جس طرح ان دوسرے فقہی مذاہب کی کتابوں کے حوالوں میں ہیر پھیر سے کام لیا گیا ہے، اس پر ہر معقول آدمی کی عقل ماتم کرے گی۔

اس اجمال کی تفصیل یوں ہے کہ علامہ ابوالخیر اسدی نے اس کتابچے میں جن کتابوں اور ان کے مصنفین کے حوالے دیئے ہیں، وہ بڑی صراحت سے خاندانی منصوبہ بندی کے جواز کا اعلان کرتے ہیں۔ لیکن انھوں نے اس معاملے میں ہاتھ کی صفائی یوں دکھائی کہ ان سلف صالحین نے تحقیق کے بعد جو فیصلے دیئے، ان پہ تو پردے ڈال دیئے اور اس تحقیق کے لئے انھوں نے جو مخالف اور موافق اقوال نقل کئے تھے، ان میں سے مخالف اقوال کو ان حضرات کا قول قرار دے کر اپنے کتابچہ کی زینت بنایا ہے۔ جناب اسدی صاحب

نے اپنے تمام کتابچہ میں شروع سے لے کر آخیر تک اسی "سنہری اصول" پر عمل فرمایا ہے۔

**حنفی مذہب سے چشم پوشی کیوں؟**

ہم حیران ہیں کہ حکومت پاکستان نے جب عائلی قوانین نافذ کئے اور ان میں سے بعض دفعات تو خود ان حضرات کی اپنی تعبیر قرآن و سنت کے مطابق تھیں (مثلاً طلاق بدعت کا خاتمہ) تو یہ کہہ کر ان کی مخالفت کی گئی کہ یہ حنفی فقہ کے خلاف ہیں اور اس کے ساتھ ہی یہ اعلان فرمایا کہ اس ملک میں قرآن و حدیث کی وہی تعبیر معتبر ہوگی، جو حنفی فقہ کے مطابق ہو۔ لیکن خاندانی منصوبہ بندی کے معاملے میں حنفی فقہ ان کے لئے کڑوا گھونٹ بن جاتا ہے۔ اس کا کہیں حوالہ دینا تو کجا، اس کا نام تک لبوں پر نہیں لاتے۔ اس لئے ہم اسدی صاحب کے جمع کردہ اعتراضوں کا جواب دینے سے پہلے ضروری خیال کرتے ہیں کہ حنفی ائمہ و فقہاء کا اس بارے میں مسلک یا فیصلہ مختصر الفاظ میں قارئین کے سامنے لایا جائے جو ہمارے ملک کی اکثریت کا مسلک ہے۔

**خاندانی منصوبہ بندی اور حنفی مسلک**

قارئین جانتے ہوں گے کہ صدر اسلام میں فقہ کی تدوین کے بعد امت مسلمہ اکثر و بیشتر چار ائمہ عظام کی تدوین شدہ فقہ کی پیروی کرنے لگی۔ ان ائمہ کے درمیان کثیر مسائل میں اختلاف ہے لیکن خوش قسمتی سے اس خاص مسئلہ میں چاروں جواز کے قائل ہیں۔ دوسرے مذاہب کا مسلک آئندہ بحث میں خود بخود سامنے آجائے گا اس لئے یہاں ہم حنفی مذہب کے نقل کرنے پر اکتفا کرتے ہیں۔ حنفی مذہب کا یہ مسلک اس فقہ کی تمام معتبر کتابوں میں واضح الفاظ میں ملتا ہے اختصار کو مدّنظر رکھتے ہوئے ہم اسے اس فقہ کی ایک معتبر ترین کتاب "فتاوی عالمگیری" سے نقل کرتے ہیں۔ وہ اس لئے کہ یہ کتاب کسی فرد واحد کی تصنیف نہیں بلکہ برصغیر ہند و پاک کے پانچ سو جید علمائے دین نے حنفی فقہ کی تمام معتبر کتابوں کو سامنے رکھ کر اسے مرتب کیا تھا۔ فتویٰ ملاحظہ ہو:۔

"اور عزل کے یہ معنی ہیں کہ عورت سے دخول کر کے انزال کے وقت علیحدہ ہو کر باہر انزال کرے۔ پس اگر آزاد عورت ہے اور اس کی رضامندی سے عزل کیا گیا۔ یا باندی (لونڈی) کے مولیٰ کی اجازت سے عزل کیا یا اپنی باندی سے بلا اجازت عزل کیا تو کچھ مکروہ نہیں ہے۔ اور مشائخ نے فرمایا کہ اس طرح عورت کو بھی اختیار ہے کہ اسقاط حمل کی تدبیر و معالجہ کرے تاوقتیکہ نطفہ کی خلقت ظاہر نہ ہوئی ہو۔ اور یہ اس وقت ہوتا ہے کہ جب تک ایک سو بیس روز پورے ہوئے ہوں" [1]

اسدی صاحب چونکہ عزل کی اصطلاح سے خاندانی منصوبہ بندی کا مفہوم سمجھتے ہیں، اس لئے ہمیں

---

[1] فتاوی عالمگیری اردو جلد دوم کتاب النکاح صفحہ ۲۷۷۔ مطبوعہ لاہور۔

اس اصطلاح کی یہاں تفصیلات نقل کرنے کی ضرورت نہیں۔ تاہم آئندہ صفحات میں یہ تشریح خود بخود سامنے آجائے گی۔

**قانونِ فطرت**

خاندانی منصوبہ بندی کے جواز کے بارے میں حنفی مذہب کا فیصلہ سامنے آجانے کے بعد اب ہم اسدی صاحب کے جمع کردہ حوالجات کی حقیقت بیان کرتے ہیں۔ سب سے پہلے انھوں نے "قانون فطرت" کی سرخی کے تحت قرآن مجید کی اس آیت سے استدلال کیا ہے :-

" ولا تقتلوا اولادکم من خشیۃ املاق نحن نرزقکم وایاھم ۔ (اپنی اولاد کو افلاس کے خوف سے قتل نہ کرو۔ ہم تم کو بھی رزق دیتے ہیں اور ان کو بھی۔ (کتابچہ صفحہ ۲)

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اسدی صاحب "خاندانی منصوبہ بندی" کے مفہوم اور مقصود سے اچھی طرح آگاہ نہیں۔ خاندانی منصوبہ بندی کی ترغیب کے باوجود اس ملک میں اولاد تو کجا، کسی نفس کو قتل کرنا قانوناً جرم ہے اور ایسا کرنے والے کی سزا تختۂ دار ہے۔ اس اسکیم کا مقصد تو صرف یہ ہے کہ بچوں کی پیدائش میں مناسب وقفہ ہو، تاکہ ماں کی صحت قائم رہے اور دوسرے یہ کہ کسی خاندان میں بچوں کی تعداد اس حد تک محدود ہو کہ وہ خاندان ان کی مناسب پرورش اور تعلیم و تربیت کا بندوبست کرسکے تاکہ وہ معاشرہ کے لئے بھی اور اپنے خاندان کے لئے بھی مفید ثابت ہوسکیں۔ چنانچہ اس اسکیم کے تحت اگر حالات کا تقاضا ہو تو مادہ منویہ کو ضائع کرنے کی ترغیب دی جاتی ہے۔ اب اگر اسدی صاحب کی تحقیق کے مطابق مادہ منویہ ہی کو اولاد قرار دے دیا جائے تو پھر تو ہر شخص" اربوں اولادوں" کا قاتل تصوّر ہوگا۔ اور یہ کہ حمل ٹھہر جانے کے بعد بیوی سے مباشرت حرام ہوجائے گی۔ کیونکہ ایسی ایک ہی مباشرت میں پچاس کروڑ جراثیم حیات خارج ہوتے ہیں۔ اس تشریح کے مطابق تو خاندانی منصوبہ بندی کے مخالفین بھی "قاتلین اولاد" کی صف میں نظر آئیں گے۔

یہ تو تھی عقلی دلیل۔ اب اس مسئلہ کی شرعی حیثیت ملاحظہ ہو، زندہ اولاد کا قتل اور عزل کے ذریعے مادہ منویہ کو ضائع کرنا دونوں صورتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تھیں۔ لیکن زندہ اولاد کو قتل کرنے سے اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلعم واضح اور غیر مبہم الفاظ میں منع فرماتے ہیں اور اسے ایک سنگین جرم قرار دیتے ہیں جبکہ عزل کے ذریعہ مادہ تولید کو ضائع کرنے پر نہ تو قرآن مجید میں کوئی حکم آیا ہے۔ اور نہ حضور صلعم نے ہی اس سے منع فرمایا تھا۔ بلکہ آپؐ سے واضح الفاظ میں اس کی اجازت منقول ہے اور فقہ کے چاروں مذاہب کے ائمہ کا یہی فیصلہ ہے۔ اس کی تفصیلات آگے آئیں گی۔ جیساکہ پچھلے صفحات میں فتاوی عالمگیری کا فتویٰ نقل کیا جاچکا ہے۔ ہمارے فقہاء نے مادہ منویہ کو ضائع کرنا تو ایک طرف چار ماہ تک حمل کو اسقاط کرانے کی اجازت دے رکھی ہے۔ (اسقاط حمل اس

وقت ملک میں قانوناً جرم ہے۔) اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب حضور صلعم سے عزل کے ذریعہ مادہ منویہ کو ضائع کرنا قتل اولاد کے مترادف ہونا مروی نہیں تو یہ حضرات ایسا فیصلہ دینے والے کون ہیں؟

**خاندانی منصوبہ بندی اور امام غزالیؒ**

اسدی صاحب نے دوسری سرخی 'خاندانی منصوبہ بندی اور خوارج، امام غزالیؒ کے حوالے سے قائم کی ہے۔ اور اس سلسلے میں آپ کی مشہور عالم تصنیف احیاء العلوم جلد ۲ صفحہ ۶۱ سے یہ عبارت نقل کی ہے:۔

"فرقہ خوارج کی عورتوں کی عادت تھی کہ وہ قربت کے وقت استقرار حمل کو روک دیتی تھیں تاکہ حمل کی مصیبتوں اور بچوں کی پرورش کے عذاب سے آزاد رہیں۔ حضرت عائشہؓ جب بصرہ تشریف لے گئیں تو ان خوارج عورتوں میں سے ایک عورت نے آپ سے ملاقات کرنی چاہی تو آپ نے اس لئے انکار کر دیا کہ وہ استقرار حمل کی مخالفت کرتی تھیں"۔ (صفحہ ۳)

امام غزالیؒ کی یہ عبارت نقل کر کے اسدی صاحب نے اپنے قارئین کو یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ وہ خاندانی منصوبہ بندی کے مخالف تھے۔ اس کمزور دلیل کے خلاف بہت کچھ لکھا جا سکتا ہے۔ لیکن ہم اپنی طرف سے ایک لفظ کا اضافہ کئے بغیر صرف امام غزالیؒ کا ہی اس بارے میں وہ فیصلہ نقل کریں گے جس پر اسدی صاحب نے کمال ہوشیاری سے پردہ ڈالنے کی کوشش کی ہے۔ لیکن چونکہ کتابچہ کے آئندہ صفحات میں بھی مختلف سرخیوں کے تحت جا بجا امام غزالیؒ کے حوالے نقل کئے گئے ہیں۔ اس لئے ان کا بار بار جواب دینے کی بجائے ان سب کو یکجا کر کے پھر امام غزالیؒ کا اپنا فیصلہ نقل کریں گے۔

کتابچہ کے صفحہ ۱۰ پر احیاء العلوم جلد ۲ صفحہ ۳۷ سے یہ عبارت نقل کی گئی ہے:۔

(۱) "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ جب بندے کے گناہ زیادہ ہو جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اسے بال بچوں کے فکر میں مبتلا کر دیتا ہے۔ تاکہ اس غم و فکر کی وجہ سے اس کے گناہ مٹتے رہیں"۔ . . . (۲) "بعض گناہ ایسے ہوتے ہیں جن کو بال بچوں کا فکر اور معاش کا غم ہی مٹا سکتا ہے (صفحہ ۱۱)۔ (۳) "پھر "سب سے بہترین جہاد بچوں کی دیکھ بھال ہے" کے زیر عنوان لکھتے ہیں:۔ "حضرت عبداللہ بن مبارک نے جب وہ ایک میدانِ جنگ میں جہاد کر رہے تھے، اپنے ساتھیوں سے فرمایا۔ "کیا تم جانتے ہو کہ ہمارے اس جہاد کے عمل سے کس کا عمل بہتر ہے۔ پھر خود ہی فرمایا "جس کے بال بچے زیادہ ہوں اور کسی کے آگے دستِ احتیاج نہ پھیلاتا ہو۔ اگر وہ رات کو اٹھ کر اپنے بچوں کو جو اوپر سے ننگے سو رہے ہوں، اپنی چادر سے ڈھانپ دے تو اس کا یہ معمولی عمل ہمارے اس جہاد سے افضل ہے (ایضاً)"

ہم نہیں سمجھ سکے کہ ان عبارتوں کا خاندانی منصوبہ بندی سے کیا تعلق ہے۔ خاندانی منصوبہ بندی کب تقاضا کرتی ہے کہ صرے سے بچے ہی نہ ہوں اور ان کی مناسب پرورش نہ کی جائے۔ اگر اسدی صاحب احیاء العلوم کی اسی جلد دوم کے چند صفحات اُلٹ کر آگے امام غزالیؒ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ فیصلہ دیکھ لیتے تو ان کو ان عبارتوں کا صحیح مفہوم معلوم ہو جاتا۔ عزل کے بارے میں امام غزالی اپنا فیصلہ ان الفاظ میں دیتے ہیں :-

والصحیح عندنا انّ ذلك مباحٌ ۔ [۲] (صحیح یہ ہے کہ عزل ہمارے نزدیک جائز ہے)

یہ فیصلہ دینے کے بعد امام صاحب وہ صورتیں متعین فرماتے ہیں، جن میں ضبط ولادت کی اجازت ہو گی اور کن میں نہ ہو گی۔ مثلاً اگر کوئی لڑکیوں سے بچنے کے لئے اس پر عمل کرے گا تو یہ مذموم حرکت ہو گی۔ لیکن اگر وہ معاشی مجبوریوں یا بیوی کی صحت کو برقرار رکھنے کے لئے ایسا کرے گا تو پھر جائز ہے۔ معاشی مجبوریوں کے لئے ان الفاظ میں اجازت دیتے ہیں :-

" تیسری صورت یہ ہے کہ زیادہ اولاد کی تکلیف کے خوف کی وجہ سے یا کسب رزق میں مشکلات پیش آنے کی وجہ سے یا برائیوں میں پڑ جانے کی وجہ سے ضبط ولادت کے لئے عزل کی اجازت ہے۔ کیونکہ جتنی مشکلات کم ہوں گی وہ دین کے لئے سود مند ہوں گی"۔ [۳]

دوسرے جس مقصد کے لئے امام صاحب صاحب اس کی اجازت دیتے ہیں، وہ ہے عورت کی صحت اور خوب صورتی کا بحال رہنا۔ فرماتے ہیں :- " دوسری صورت یہ ہے کہ عورت کی خوب صورتی اور صحت کو برقرار رکھنے کے لئے تاکہ اس سے فائدہ اٹھانے میں دوام ہو اور درد زہ کے خطرہ کے خوف سے اس کی زندگی کو بچانے کے لئے"۔ (ایضاً) [۴]

کہاں تو یہ کہ اسدی صاحب امام غزالیؒ کو ضبط ولادت کی مخالفت میں پیش کر رہے تھے اور کہاں یہ کہ ان کا فیصلہ خود اس کی مخالفت کرنے والوں کے خلاف ایک دلیل محکم بن گیا۔

**ضبط ولادت اور مسلمان**

اس عنوان کے تحت اسدی صاحب نے دو حوالے نقل کئے ہیں۔ ایک مالکی فقہ کی کتاب " مدخلُ الشرع " سے اور دوسرا علامہ ابن قیمؒ سے۔ چونکہ علامہ ابن قیم سے انھوں نے ایک سے زیادہ مقامات پر اقوال نقل کئے ہیں اس لئے ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ یہاں اس کی صراحت

---

[۲] احیاء العلوم جلد ۲ صفحہ ۵۱ مطبوعہ مصر۔ [۳]، [۴] ایضاً صفحہ ۵۲

کردیں۔ ہمارے سلف صالحین کی تحقیق کا انداز یہ ہوا کرتا تھا کہ وہ ہر مسئلہ پر موافق اور مخالف دونوں قسم کے اقوال جمع کر کے اس کے بعد اپنا فیصلہ صادر فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ علامہ ابن قیم بھی اسی اصول پر عمل کرتے ہوئے پہلے تو عزل کے بارے میں مخالف اور موافق اقوال لاتے ہیں اور اس کے بعد اپنا تحقیقی فیصلہ صادر فرماتے ہیں۔ لیکن اسدی صاحب نے ان مخالف اقوال کو ہی جو علامہ ابن قیم نے نقل کئے ہیں، خود انہیں کا فیصلہ قرار دے دیا ہے۔ اس طرح علامہ ابن قیم کے اپنے فیصلے پر پردہ ڈالنے کی کوشش کی ہے۔ علامہ ابن قیم کا اپنا فیصلہ یہ ہے:۔ فهذه الاحاديث صريحة فى جواز العزل وقد رويت الرخصة فيه عن عشرة من الصحابة، على وسعد بن ابى وقاص وابى ايوب وزيد بن ثابت وجابر وابن عباس والحسن بن على وخباب بن الارث وابى سعيد الخدرى وابن مسعود رضى الله عنهم۔[5] (ان احادیث سے عزل کی واضح اجازت ملتی ہے۔ اور عزل کی یہ اجازت دس اجل صحابہ کرام سے منقول ہے۔ جن میں حضرت علیؓ، حضرت سعدؓ، حضرت ابوایوبؓ، حضرت زیدؓ بن ثابت، حضرت جابرؓ، حضرت ابن عباسؓ، حضرت حسنؓ بن علیؓ، حضرت خباب بن الارث، حضرت ابوسعید الخدری اور حضرت ابن مسعود رضوان اللہ علیہم کے نام نامی شامل ہیں۔)

**مالکی فقہ سے استدلال** اس عنوان کے تحت دوسرا حوالہ مالکی فقہ کی ایک کتاب سے لے کر اور پھر اپنی طرف سے اس میں کچھ الفاظ بڑھا کر یوں پیش کیا گیا ہے:۔

"حضرت عبداللہ بن عمر سے کسی نے پوچھا، عزل (جو کہ مانع حمل کی عملی تدبیر ہے) کرنا درست ہے؟ آپ نے فرمایا اُف اُف۔ کیا ایسا کام کوئی مسلمان بھی کرتا ہے"! (صفحہ ۵)

اب اسدی صاحب نے مدخل الشرع جلد ۲ سے یہ عبارت نقل کرتے وقت یہ نہیں بتایا کہ اس عنوان کی چھ کتابوں میں سے انھوں نے کون سی کتاب سے یہ حوالہ لیا ہے۔ چنانچہ ان سب کتابوں کے دیکھنے کے بعد ہمیں یہ حوالہ ابن حاج کی مدخل الشرع سے ملا۔ حوالہ دیکھتے ہی راقم سکتے میں آ گیا کہ یہ حضرات مخالفت میں اس حد تک جا سکتے ہیں کہ عبارتوں میں ان کی قطع برید سے صحابہ کرام اور سلف صالحین پر جو زد پڑتی ہے اس سے بھی وہ غافل ہو جاتے ہیں۔ یہ بات حضرت عبداللہ بن عمر نے ایک دوسرے ہی مسئلہ "اتيان المرأة فى دبرها" (عورت سے غیر فطری مباشرت) کے متعلق فرمائی ہے۔ لیکن اسدی صاحب نے ان کے یہ الفاظ وہاں سے کاٹ کر اور عزل کے الفاظ

---

[5] زاد المعاد جلد چہارم باب العزل

اپنی طرف سے بڑھا کر "اسلامی تحقیق" کا حق ادا کر دیا ہے۔ ابن حاج نے اس مسئلہ کا عنوان "تحریم اتیان المرأۃ فی دبرھا" قائم کیا ہے۔ وہ بحث کا آغاز اس طرح کرتے ہیں کہ امام مالک سے عورت سے غیر فطری مباشرت (اتیان فی الدبر) کے متعلق پوچھا گیا۔ تو آپ نے نساؤکم حرث لکم کی آیت کا حوالہ دے کر اس کے عدم جواز کی طرف اشارہ کیا۔ پھر حضرت ابن عباسؓ کی تفسیر نقل کی جس میں انھوں نے قرآن مجید کی اس آیت سے عزل کا جواز ثابت کیا ہے[۶] اس بحث کا آخری ٹکڑا یہ ہے :۔

وقد روی عن عبد اللہ بن عمر انہ سئل عن جواز ذٰلک فقال اُف اُف۔ یفعل ذلک مومن او قال مسلم وقد خرج ابوداؤد فی سننہ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلعم ملعون من اتی امراتہ فی دبرھا۔[۷]

اس عربی عبارت کا جو ترجمہ اسدی صاحب نے کیا ہے، وہ اس مسئلہ یعنی (اتیان فی الدبر) عورت سے غیر فطری مباشرت کے متعلق ہے۔ عزل کا لفظ موصوف نے اپنی طرف سے بڑھایا ہے! اسدی صاحب کی اس قطع و برید کو دیکھیے اور بخاری شریف کے شارح علامہ ابن حجر عسقلانی نے اپنی شرح فتح الباری میں اس ضمن میں صحابہ کے عمل اور ان کی دلیل کو جن الفاظ میں نقل کیا ہے، وہ بھی ملاحظہ کیجیے :۔

"فعلنا فی زمن التشریع ولو کان حراما لم نقر علیہ والی ذلک یشیر قول ابن عمر کنا نتقی الکلام والانبساط الی نسائنا ھیبۃ ان ینزل فینا شیئ علی عھد النبی صلے اللہ علیہ وسلم فلما مات النبی صلعم تکلمنا وانبسطنا[۸] (ہم نے دورِ رسالت میں اس پر عمل کیا اور اگر یہ حرام ہوتا تو ہمیں اس سے روک دیا جاتا (حالانکہ صحابہ کرام کی احتیاط کا یہ عالم تھا) جیسا کہ حضرت عبد اللہ بن عمر کے قول سے معلوم ہوتا ہے کہ عہد رسالت میں ہم اس خوف سے کہ مبادا ہمارے متعلق قرآن مجید میں کوئی حکم نازل نہ ہو جائے، اپنی بیویوں سے کھل کر بات کرتے اور ہنسنے سے بھی کتراتے تھے، ہم نے آپؐ کے اس دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد ہی ایسا کیا)

**"خاندانی منصوبہ بندی پر قانونِ فطرت کی بمباری"** اس عنوان کے تحت اسدی صاحب نے جو بمباری کی ہے، وہ یہ ہے کہ انھوں نے نیل الاوطار جلد ۶ صفحہ ۱۶۷-۱۶۸ سے تین احادیث نقل فرمائی ہیں، جن سے ان کی تحقیق کے مطابق خاندانی منصوبہ بندی کا عدم جواز ثابت ہوتا ہے

---

[۶] امام ابوحنیفہؒ نے بھی اسی آیت سے عزل کا جواز ثابت کیا ہے۔ ملاحظہ ہو احکام القرآن للجصاص جلد ۱ ص ۴۱۶

[۷] مدخل الشرع لابن حاج جلد ۲ صفحہ ۱۹۲۔ [۸] فتح الباری لابن حجر عسقلانی مطبوعہ مصر جلد ۹ صفحہ ۲۶۷

نیل الاوطار کے مصنف علامہ شوکانی نے بھی سلف صالحین کے اصول پر عمل کرتے ہوئے اس موضوع کی تمام احادیث کو جمع کرکے اپنا فیصلہ دیا ہے۔ انھوں نے اس بارے میں پوری نو احادیث جمع کی ہیں۔ جن میں سے چھ احادیث سے عزل کی واضح اجازت ثابت ہے۔ اس لئے اسدی صاحب نے ان پر پردہ ڈالنا ہی مناسب سمجھا۔ اور اس سلسلے میں خود علامہ شوکانی کا فیصلہ نقل کرنا ضروری نہ سمجھا، جو یہ ہے:۔ ومن الامور التی تحمل علی العزل الفرار من کثرۃ العیال۔ (کثرتِ اولاد سے بچنا عزل کا ایک مقصد ہے)

**(۱) قانون فطرت کا کرشمہ۔ (۲) سب سے بہتر عورت وہ ہے جو بچے جنے**

ان دونوں سرخیوں کے لئے انھوں نے حنبلی مذہب کی ایک کتاب ابن قدامہ کی المغنی کا سہارا لیا ہے۔ مصنف نے اس بارے میں جو موافق و مخالف اقوال جمع کئے تھے، ان میں سے مخالف اقوال کو ان کا مسلک قرار دے دیا ہے۔ ابن قدامہ اس مسئلہ کے بارے میں فرماتے ہیں:۔ ویجوز العزل عن امتہ بغیر اذنہا۔ نصّ علیہ احمد وھو قول مالک وابی حنیفۃ والشافعی۔۔۔۔ ولا یعزل عن زوجتہ الحرۃ الّا باذنہا۔[9] (اور لونڈی سے اس کی اجازت کے بغیر بھی عزل جائز ہے۔ یہی امام احمد بن حنبلؒ کا فیصلہ ہے۔ اور امام مالکؒ، امام ابو حنیفہؒ اور امام شافعیؒ کا مسلک ہے اور ہاں اپنی آزاد بیوی سے عزل کرنے کے لئے اس کی اجازت کی ضرورت ہے۔)

پھر مصنف عزل کی رخصت ان سلف صالحین سے نقل کرتے ہیں:۔

"ورویت الرخصۃ فیہ عن علی وسعد ابن ابی وقاص وابی ایوب وزید بن ثابت وجابر وابن عباس والحسن بن علی، وخباب بن الارت وسعید بن المسیب وعطاء النخعی ومالک والشافعی واصحاب الرائی"[10]

(یہ وہی دس صحابہ کرام کے نام ہیں جو علامہ ابن قیم نے دیئے ہیں اور اس کے ساتھ سعید بن المسیب، امام عطاء، امام النخعی، امام مالک، امام شافعی اور حنفی ائمہ کے نام ہیں۔

**کثرت امت پر فخر**

اس عنوان کے تحت اسدی صاحب یہ حدیث نقل کرتے ہیں:۔ "تم ایسی عورت سے شادی کرو، جو اپنے خاوند سے محبت رکھتی ہو اور بچے جننے والی ہو تاکہ میں اپنی امت کی کثرت سے دوسری امتوں پر فخر کروں" (صفحہ ۹)

اکثر دوسرے درجے کے اہل علم کو اس مضمون کی احادیث سے استدلال کرتے دیکھا گیا ہے۔ کیونکہ ائمہ حدیث

---

[9] المغنی لابن قدامہ جلد ۷ ص۲۴ ۔ [10] ایضاً ص۲۷

کے نزدیک یہ تمام کی تمام احادیث ضعیف ہیں۔ علامہ شوکانی نے اس موضوع کی تمام احادیث جو تعداد میں پانچ ہیں، اپنی کتاب نیل الاوطار میں جمع کی ہیں۔ یہ احادیث حضرت ابن عمرؓ، حضرت ابوامامہؓ، حضرت حرملہؓ، حضرت عائشہؓ اور حضرت عیاض بن غنمؓ سے مروی ہیں (ملاحظہ ہو نیل اوطار جلد ۶ صفحہ ۱۰۷) ان احادیث کو نقل کرنے کے بعد ان کے نیچے ائمہ حدیث کے فیصلے بھی نقل کرتے گئے ہیں کہ یہ سب کی سب احادیث ضعیف ہیں۔ اسدی صاحب نے اپنے کتابچہ میں نیل الاوطار سے اپنے مفید مطلب حوالے دینے کی کوشش کی ہے، جن کی حیثیت پر بحث گزر چکی ہے۔ اگر وہ اسی کتاب میں ان احادیث کی حیثیت پر بھی ایک نظر ڈال لیتے تو کیا ہی اچھا ہوتا۔

**مانع حمل ادویہ پر علماء سلف کا فتوٰی** کتابچہ کے صفحہ ۱۳ پر اس سرخی کے تحت ابن یونس کا ایک قول نقل کیا گیا ہے۔ بتحقیق بسیار کے باوجود بندہ کو ابن یونس کے دینی اور علمی مقام کا علم نہ ہوسکا لیکن جہاں تک علمائے سلف کے فتوے کا تعلق ہے وہ تو بڑے واضح الفاظ میں اس کی اجازت دیتے ہیں۔ تدبیر و معالجہ کے متعلق حنفی فقہ کی مشہور کتاب "فتاوی عالمگیری" کا فتوی تو ہم شروع میں نقل کر آئے ہیں، بلکہ اصول کی کتابوں میں عزل کی جو تعریف کی گئی ہے، اس میں مانع حمل ادویہ کو بھی شامل کیا گیا ہے۔ اس موضوع کی ایک معتبر ترین کتاب "التاج الجامع للاصول" میں یہ تعریف یوں کی گئی ہے :۔ حکم العزل ھذا یجری علی استعمال دواءٍ لمنع الحمل مؤقتاً۔ ویجری علی اسقاط النطفۃ قبل نفخ الروح فیھا۔ فان الحکمۃ فی الکلّ واحدۃٌ وھی منع الحمل واللّٰہ اعلم۔"[۱] (عزل کے حکم میں حمل روکنے کی دواء اور نفخ روح سے پہلے حمل کا گرا دینا بھی شامل ہے۔ کیونکہ ان تمام میں ایک ہی حکمت ہے اور یہ حمل کا روکنا ہے واللہ اعلم۔)

سلف سے لے کر خلف تک عزل کی اسی تعریف کو تسلیم کرتے آئے ہیں۔ شاہ عبدالعزیز ابن شاہ ولی اللہ اپنی تفسیر عزیزی میں سورۃ التکویر کی تفسیر کرتے ہوئے عزل کے جواز کے بارے میں یوں رقمطراز ہیں :۔ "وتجویز عزل بروایات صحیحہ مشہورہ است لاشبھۃ فیھا۔ واستعمال دوائے قبل از جماع یا بعد ازاں کہ مانع انعقاد گردد نیز مانند عزل جائز است ہے۔" (صفحہ ۷۷-۷۸) ("صحیح اور مشہور احادیث کی بنا پر عزل کا جواز ثابت ہے اور اس میں کوئی شبہ کی بات نہیں اور ضبط ولادت کے لئے بیوی سے مباشرت سے پہلے یا اس کے بعد دواء وغیرہ کا استعمال بھی اسی طرح جائز ہے۔")

یہ ہے اسدی صاحب کے جمع کردہ حوالہ جات کی حقیقت۔ ان سے توقع ہے کہ اگر وہ سلف صالحین کو واقعی سچے دل سے اپنا رہنما اور امام سمجھتے ہیں تو ان کے صحیح فیصلوں کے سامنے آجانے کے بعد ان کو تسلیم کرنے میں انہیں کوئی پس و پیش نہیں کرنا چاہیئے۔

---

[۱] کتاب التاج الجامع للاصول جلد ۲ صفحہ ۳۴۵